یہودیوں کے سب سے بڑے رہنما نے ہندو مذہب کے بڑے رہنما کے ساتھ دہلی میں ایک سمجھوتے پر دستخط کیے ہیں' جس میں اسلام اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے مل جل کر کام کرنے کا مکروہ عہد کیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف یورپ نے بھی اسلام کے خلاف اپنی کوششوں کو ایک نئی جہت دی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے پوری قوت کے ساتھ باور کیا جا رہا ہے کہ انسانی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہب ہے۔ یورپی ممالک کی ترقی کا راز اس امر میں پوشیدہ ہے کہ انھوں نے تمام معاملات سے مذہب کو خارج کر دیا ہے۔ لہٰذا آج یورپ پوری دنیا کے لیے آئیڈیل ہے۔ لہٰذا اگر اسلامی ممالک ترقی کرنا چاہتے ہیں' تو وہ بھی اسلام کو ترک کریں۔ اس کا تعلق صرف ذاتی زندگی تک محدود کیا جائے تو ترقی ہو سکتی ہے۔ بدقسمتی سے اس کے لیے بعض نام نہاد مسلمانوں کے انٹرویو نشر کیے جاتے ہیں' جو یہ اعتراف کرتے ہیں کہ جب تک ہم اسلام سے وابستہ تھے' بڑی مشکل میں تھے۔ لیکن جب سے دین اسلام کو درمیان سے نکالا ہے' ہم دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہے ہیں۔ چونکہ اسلام حلال و حرام' صحیح اور غلط کی پابندی کا متقاضی ہے اور ان تمام ذرائع کی حوصلہ شکنی کرتا ہے' جس کے ذریعے ناجائز مال جمع کیا جائے۔ دوسروں کے حقوق غصب کیے جائیں اور ظلم کا راستہ اختیار کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ترک کیے بغیر ترقی کیسے ممکن ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان حالات میں فروغ اسلام کارواں ہوا کا تازہ جھونکا ہے اور ان تمام لوگوں کی حوصلہ افزائی اور عزم صمیم کا باعث ہے جو اسلام سے گہری محبت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کارواں جہاں بھی گیا' لوگوں نے اس کا والہانہ استقبال کیا اور اس استقبال میں تمام مسالک کے لوگ شامل ہیں۔ ایسے حبس زدہ سیاسی موسم میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا یہ اقدام کسی جہاد سے کم نہیں ہے' جس پر ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اسے پورے پاکستان میں پھیلانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

ہم خیال وزراء خارجہ کانفرنس! چہ معنی دارد!

چند روز قبل اسلام آباد میں ہم خیال وزراء خارجہ کانفرنس کا انعقاد ہوا' جس میں بظاہر مسئلہ فلسطین زیر بحث آیا اور مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا۔ اس میں جن ممالک نے شرکت کی' اس میں پاکستان' سعودی عرب' انڈونیشیا' ملائیشیا' مصر' اردن اور ترکی شامل ہیں۔ جبکہ اسلامی ممالک کی تعداد ستاون کے قریب ہے۔ فلسطین اور شرق اوسط

کا مسئلہ صرف ان ممالک کے ساتھ ہی متعلق نہیں ہے' بلکہ بہت سارے دیگر ممالک براہِ راست اس سے متاثر ہیں۔لیکن نامعلوم وہ اس کانفرنس میں شریک کیوں نہ ہوئے؟اوران کے ہم خیال کیوں نہ بنے؟'

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ دانستہ طور پر امت مسلمہ کو تقسیم کیا جا رہا ہے اوران کے مختلف بلاک بنائے جا رہے ہیں۔امت میں تفریق کے لیے ہم خیال کی اصطلاح بنائی گئی۔ان کے کیا مقاصد ہیں؟اور ہم خیال سے کیا مراد ہے؟اور کس مسئلے پر یہ تمام ممالک ہم خیال ہیں؟ جبکہ دیگر ان کے مخالف ہیں۔ حالانکہ امت مسلمہ کے سلگتے ہوئے مسائل نے پوری امت کو پریشان کیا ہوا ہے۔تمام اسلامی دنیا نہ صرف فلسطین بلکہ عراق اور افغانستان کے مسئلے پر کبیدہ خاطر ہے اور وہ تشویش میں مبتلا ہیں اوراس کا جلد از جلد پُر امن حل چاہتے ہیں بلکہ صومالیہ میں امریکہ کا حالیہ آپریشن بھی باعث تشویش ہے۔لیکن حیرانگی ہے کہ ایسے مسائل جن پر تقریباً تقریباً تمام اسلامی ممالک کی رائے ایک ہے'ان سب کو نظر انداز کر کے صرف سات ہم خیال ممالک کا اجتماع باعث تعجب ہے۔اور یہ اجتماع بہت سارے سوالیہ نشان چھوڑتا ہے' جن کا جواب ملنا نا صرف مشکل بلکہ محال نظر آتا ہے۔

ہم خیال ممالک کی اصطلاح پاکستان کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے استعمال کی ہے۔اس کے پس منظر میں کیا ہے'ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔لیکن اس سے یہ تاثر ضرور ملتا ہے' کہ باقی ممالک ان کے ہم خیال اور موافق نہیں۔جس مسئلہ پر مذکورہ ممالک جمع ہوئے ہیں' یا دیگر ممالک اپنے تحفظات رکھتے ہیں' ایسی صورت میں تمام اسلامی ممالک کے دانشوروں' قائدین کو سوچنا چاہیے اور خطرے کی گھنٹی بجنے سے پہلے اس کا حل نکالنا چاہیے اور عام پائی جانے والی تشویش کا ازالہ کرنا چاہیے۔

بسنت ایک مکروہ اور خونی کھیل!

موجودہ سرکار کے سیاہ کارناموں کی یوں تو بڑی لمبی فہرست ہے۔اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے اور یہ باور کروانے کے لیے کہ وہ دین بیزار ہیں' آئے روز اپنا منہ کالا کرتے ہیں اور ایسے ایسے کام سرانجام دے رہے ہیں' جنھیں دیکھ کر گھن آتی ہے۔بسنت جو چند سال پہلے تک ایک نامعلوم' غیر معروف اور غیر معنر کھیل تھا'